بھی اقلیتی خاتون کو نمائندگی نہیں دی گئی۔) اور اس کمیشن کو ہمسایہ ملک بھارت کے اقلیتی کمیشن کی طرح با اختیار بنایا جاوے اور حکومت کو اس کی سفارشات اور تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کا قانونی طور پر پابند کیا جائے۔ اسی صورت میں مطلوبہ نتائج برآمد ہوسکتے ہیں، بصورت دیگر یہ کمیشن بھی وزارت اقلیتی امور اور وفاقی اقلیتی مشاورتی کونسل کی طرح محض نمائشی اور بے کار، غیر مؤثر اور قومی خزانہ پر بوجھ بن کر رہ جائے گا۔ لہذا ہم موجودہ منتخب عوامی حکومت سے یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ قومی اقلیتی کمیشن کی ازسر نو تشکیل کی جائے اور اسے متذکرہ بالا اصولی گزارشات کی روشنی میں تشکیل دیا جائے اور اس میں سرکاری اراکین کے علاوہ تمام اراکین صرف اقلیتی عوام میں سے لیے جائیں۔ اس میں دو مسلمان اراکین کی گنجائش نہ جانے کس کے ذہن کی پیداوار ہے جب کہ احمدی رکن کی موجودگی بھی محل نظر ہے۔ غیر اقلیتی اراکین کو کسی وجہ سے رکھنا ضروری ہو تو انہیں مبصر اور کسی مشاورتی رکن کے طور پر رکھا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر حکومت یہ محسوس کرے کہ وزارت اقلیتی امور سیاسی ہے تو اسے فعال اور مؤثر بنانے پر بھی توجہ دینا ہوگی تاکہ اقلیتی عوام میں اس وزارت کی بے اثری اور بے عملی کا تاثر ختم ہوسکے۔ اُمید کرنا چاہیے کہ حکومت ہماری گزارشات کو شرف پذیرائی بخشے گی تاکہ اقلیتوں کے مسائل کے حل کے لیے سنجیدہ کوششیں جاری رکھی جاسکیں۔ (پندرہ روزہ "شاداب" - لاہور، ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۳ء)

انڈونیشیا: ویٹیکن کے زیرِ اہتمام مسیحی - مسلم مکالمے پر سیمینار کا انعقاد

انڈونیشیا کے صدر جناب سہارتو نے ویٹیکن کو بتایا ہے کہ اُن کا ملک جنوب - مشرقی ایشیا کی اقوام میں مسیحی - مسلم مکالمے کے موضوع پر ہونے والے سیمینار کی میزبانی کے فرائض انجام دے گا۔ سیمینار کی میزبانی کے لیے ویٹیکن کی جانب سے درخواست کی گئی تھی۔ وزیر مذہبی امور جناب ترمذی طاہر کے بقول سیمینار کے انتظامات پر تبادلہ خیال کے لیے ویٹیکن کے سرکاری نمائندے کی آمد متوقع ہے۔ سیمینار اگلے سال کسی وقت منعقد ہوگا۔